بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، أَمَّا بَعْدُ:

078: قیامت کبریٰ کا بیان - حصہ دوم

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ ہم بات کر رہے تھے آخرت پر ایمان کے تعلق سے اور ہم پہنچے تھے تیسرے مرحلے پر یا تیسرے اُمر پر جو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شرح میں بتارہے ہیں: "الأمر الثالث مما يكون يوم القيامة: ما أشار إليه بقوله: وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ" (تیسرا معاملہ جو ہے قیامت کے دن جو ہوگا جس کی طرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس قول سے "وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ" اور سورج اُن کے قریب ہو جائے گا)۔ یہ تیسرا پوائنٹ ہے یا تیسرا معاملہ ہے جو قیامت کے دن ہوگا، پہلا کیا تھا؟

1-سب سے پہلا پوائنٹ: "فتُعادُ الأرواحُ إلى الأجسادِ": دوبارہ زندہ ہوں گے اور روحیں جو ہیں جسموں میں واپس پلٹ جائیں گی۔

2-دوسرا: حشر ہوگا "حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا": جو دوبارہ زندہ ہوں گے میدان محشر میں کھڑے ہوں گے کیا حالت ہوگی؟ "حُفَاةً" (ننگے پاؤں) "عُرَاةً" (برہنہ بدن، بغیر لباس کے) "غُرْلًا" (اور جسم کے مکمل حصوں کے ساتھ)۔

3-آج کی نشست میں تیسرے معاملے پر بات کرتے ہیں: "وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ" (اور سورج اُن کے قریب ہو جائے گا)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ سورج اُن کے قریب ہوگا ایک میل کی مقدار، اور میل کے لفظ میں دو چیزیں ہوتی ہیں کہ یا تو مسافت اور فاصلہ مراد ہے (یعنی میل کا فاصلہ جو ہوتا ہے مسافت)، یا میل "ميل المكحلة" بھی کہتے ہیں، اور مکحلۃ کہتے ہیں سُرمے دانی کو جس سے سُرمہ آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے اُس میں جو ایک سُوا ہوتا ہے اُس کی لینتھ (Length) اُس کو بھی میل کہا جاتا ہے۔

یعنی سورج چاہے آنکھ میں سُرمہ ڈالنے والا سُوا جو ہے، یا وہ جو خاص ایک آلہ ہوتا ہے لوہے کا اُس کے برابر ہو اُس کا جو فاصلہ ہے، یا جو معروف میل ہے مسافت کے لیے یا فاصلے کے لیے چاہے وہ ہو تو سورج بہت ہی قریب ہوگا مطلب یہ ہے۔ جب سورج کی

یہ بہت ہی شدید گرمی ہے دنیا میں جبکہ ہمارے اور سورج کے بیچ میں بہت ہی عظیم فاصلہ ہے، بہت ہی لمبا اور زیادہ فاصلہ ہے تو اس وقت کیا ہوگا جب یہ سورج جو ہے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا لوگوں کے سَروں سے؟!

اور یہ حدیث جو ہے صحیح مسلم کی حدیث ہے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سُنا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ سورج قریب ہو جائے گا (یا قریب کر دیا جائے گا) خلق کے قیامت کے دن یہاں تک کہ ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور پھر لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے (یعنی پسینے کی نسبت اعمال کے مطابق ہوگی) اُن میں سے بعض ایسے لوگ ہوں گے جن کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، کچھ ایسے ہوں گے جن پسینہ گھٹنوں تک ہوگا، کچھ ایسے ہوں گے جن کا پسینہ کمر تک ہوگا، اور کچھ ایسے ہوں گے جو پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی یہاں تک پسینہ ہوگا اور ڈوب رہے ہوں گے (نعوذ باللہ)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کوئی شخص یہ کہے گا کہ معروف بات تو یہ ہے جو ہم جانتے ہیں کہ اس وقت اگر سورج جو ہے وہ ایک بال کے برابر بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور زمین کے یعنی قریب ہو جائے تو زمین کو جلا دے گا، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ سورج اُس دن قریب کر دیا جائے گا اور زمین بھی نہیں جلے گی؟

اس کا جواب یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ قیامت کے دن لوگوں کا حشر ہوگا اور اُن کی طاقت وہ نہیں ہوگی جو اس وقت ہے دنیا میں، بلکہ اُن کی طاقت بہت قوی ہوگی اور اُن کا تحمل بھی بہت ہی سخت اور قوی ہوگا۔

اگر دنیا میں لوگ پچاس دن سورج کے نیچے کھڑے ہو جائیں بغیر سائے کے بغیر کھانے پینے کے تو یہ اُن کے لیے ممکن نہیں ہے، بلکہ وہ مر جائیں گے! لیکن قیامت کے دن پچاس ہزار سال کھڑے رہیں گے، نہ کھائیں گے نہ پیئں گے اور نہ ہی سر پر کوئی سایہ ہوگا اِلَّا یہ کہ وہ سایہ جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا، اس کے باوجود بھی وہ سب کچھ دیکھیں گے جو قیامت کی ہولناکیاں ہوں گے اور اسے برداشت بھی کریں گے (یعنی فوراً ہلاک نہیں ہو جائیں گے)۔ اب اس میں دو باتیں ہیں:

(ا) پہلی بات یہ ہے کہ انسان کے جسم کی جو قوت اور شدت ہے جو قیامت کے دن ہوگی یہ وہ نہیں ہے جو آج اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے؛ اس کی دلیل کیا ہے؟ شیخ صاحب نے پہلے تعلیل بیان کی ہے، دلیل تو بیان کی ہے کہ پچاس ہزار سال کا دن ہوگا اور اُس پچاس ہزار سال کے دن میں نہ کوئی سایہ ہوگا اِلَّا یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ خصوص طور پر سایہ عطا فرمائے (جس کی آگے مختصر تفصیل آئے گی) نہ کھانا ہوگا نہ پینا ہوگا اس کے باوجود بھی وہ زندہ ہوں گے۔ تو یہ پہلی دلیل ہے کہ جسم ہوگا، وہ دنیا

والا جسم نہیں ہو گا کیونکہ دنیا میں تو یہ محال ہے پچاس دن ہم زندہ نہیں رہ سکتے لیکن پچاس ہزار سال دن کیسے ہم زندہ رہیں گے پہلی بات یہ ہے۔

(۲)دوسری بات دوسری دلیل جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): دوزخی جو ہیں جو اہل النار ہیں اُن سے آپ عبرت لیں کہ کس طریقے سے وہ یہ عظیم جو عذاب ہے اسے کیسے برداشت کریں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ النساء آیت نمبر 56 میں: ﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا﴾ (جب اُن کی جلدیں (یعنی جہنم میں کافروں کی جو جلدیں ہیں جسم پر جو جلد ہے) یہ جل جائیں گی ﴿نَضِجَتْ﴾ یعنی پک جائیں گی ہم اُن کی اِن جلدوں کو تبدیل کر دیں گے اِن کے علاوہ تاکہ وہ عذاب کا مزا چکھ لیں (نعوذ باللہ))۔

کیا دنیا میں ممکن ہے یہ؟ کیا دنیا کا انسان ایسا ہو سکتا ہے؟ یہ ممکن نہیں ہے!

یعنی جب کافروں کو جلایا جائے گا جہنم میں تو وہ جلتا رہے گا یہاں تک کہ اُس کی جو جلد ہے وہ پک جائے گی، جب پک جائے گی شدید درد محسوس ہو گا اور جلد اب ناکارہ ہونا شروع ہو گئی تو جلد تبدیل کر دی جائے گی تاکہ درد مسلسل رہے (نعوذ باللہ)۔ پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس کی اگلی دلیل جو ہے کہ انسان کا جو جسم ہے اور قوت تحمل جو ہے یا جسم کی جو طاقت ہے وہ دنیا والی نہیں ہو گی کہ جنتی جو ہے اپنا جو ملک ہے جنت میں وہ ایک ہزار سال کے فاصلے پر دیکھ سکے گا جیسا کہ وہ اپنے قریب سے دیکھتا ہے، جب وہ اپنے ملک کو دیکھنا چاہے گا ایک ہزار سال کے فاصلے تک اس کا ملک ہو گا وہ اُس کو بھی دیکھ سکے گا، شیخ صاحب فرماتے ہیں: "كما روي ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم" (جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا)۔

علماء جب یہ کہیں نا "روي" اسے کہتے ہیں "صيغة التمريض": جب آپ "روي" کہیں نا تو مطلب ہے کہ حدیث میں کوئی مسئلہ ہے، تحقیق کریں تو پتہ چلتا ہے کہ حدیث ضعیف ہے؛ اور واقعی یہ حدیث جو ہے ضعیف حدیث ہے اسے مسند احمد نے روایت کیا ہے اور دیگر محدثین نے بھی لیکن حدیث جو ہے سنداً ضعیف ہے، لیکن جو معنی ہے حدیث کا وہ صحیح ہے اس اعتبار سے کہ جو جنتی ہیں اُن کا جسم اور ہو گا اور اُن کی طاقت بھی دنیا کے جسم سے الگ ہو گی۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اگر یہ کہا جائے کہ کوئی اس سورج کی گرمی سے بچ سکتا ہے؟

جواب میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: جی ہاں! بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے کے تلے رکھے گا، (اور اس سائے مراد یعنی جو سایہ اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا نا کہ اللہ تعالیٰ کا خود اپنا سایہ جیسا کہ شیخ صاحب آگے بیان کریں گے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے متفق علیہ حدیث میں کہ سات ایسے لوگ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے کے نیچے رکھے گا قیامت کے دن جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا:

(۱)"إمامٌ عادِلٌ": سب سے پہلے نمبر پر انصاف کرنے والا عدل کرنے والا امام (یعنی حکمران)۔

(۲)"وشابٌ نَشأَ في طَاعَةِ اللهِ": اور ایسا جوان جس کی نشو ونما جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت اور فرمانبرداری میں ہوئی ہو (یعنی وہ بڑا ہی اللہ تعالیٰ کی طاعت میں فرمانبرداری میں ہوا ہے، اُس کی تربیت ہی ایسی ہوئی ہے، سبحان اللہ)۔

(۳)"ورَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالمسَاجِدِ": ایسا شخص جس کا دل مسجدوں سے لٹکا ہوا ہو (جڑا ہوا ہو)۔

(۴)"وَرَجُلَانِ تَحَابَّا في اللهِ اجْتَمَعَا عَلَي ذَلِكَ وتَفَرَّقَا عَلَيْهِ": اور دو ایسے لوگ یا ایسے شخص جو ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں، اِسی محبت پر وہ جمع ہوئے ہیں اور اِسی محبت پر وہ الگ ہوتے ہیں (یعنی اللہ کے لیے محبت کی ہے، اللہ کے لیے اُن کا رشتہ اور تعلق ہے اور اللہ ہی کے لیے وہ جدا ہوتے ہیں)۔

(۵)"وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وجَمَالٍ، فَقَالَ: إنِّي أَخَافُ اللَّهَ": اور ایسا شخص جسے ایک عورت نے بُرائی کے لیے دعوت دی جو ذات منصب اور جمال ہے (ذات منصب یعنی بڑا عہدہ ہے اُس عورت کا، بڑی جگہ ہے اثر ورسوخ والی ہے اور حسن وجمال والی بھی ہے خوبصورت بھی ہے)؛ تو اس بندے نے اُس کی اِس دعوت کو دھتکارتے ہوئے انکار کرتے ہوئے کہا "إنِّي أَخَافُ اللَّهَ" (میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں)۔

(۶)"ورَجُلٌ تَصَدَّقَ بصَدَقَةٍ فأخْفَاهَا حتَّى لا تَعْلَمَ شِمَالُهُ ما تُنْفِقُ يَمِينُهُ": اور ایسا شخص جس نے صدقہ دیا ہے اور اس صدقے کو چھپایا ہے یہاں تک کہ اُس کا جو بایاں ہاتھ ہے اسے پتہ نہ ہو کہ اس کا دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے۔

(۷)"ورَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ": اور ایسا شخص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہو اور اُس کی آنکھیں تَر ہو گئی ہوں (یعنی اُسے رونا آ گیا ہو)۔

یہ حدیث متفق علیہ حدیث ہے معروف حدیث، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ان میں شامل کر دے (آمین)۔

جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا لوگ بڑے کرب میں ہوں گے، شدید گرمی ہوگی اور پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے، سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا کوئی سایہ نہیں ہوگا مگر جسے اللہ تعالیٰ خاص سائے سے نوازے اُن میں یہ سات قسم کے لوگ ہیں۔

دیکھا جائے تو معاملہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ لگ رہا ہے؛ حکمران کے لیے سب سے مشکل کام ہوتا ہے انصاف کرنا، جب سب سے مشکل کام تھا تو انعام بھی اُس وقت مشکل وقت میں اُس کرب کی حالت میں اُتنا بڑا انعام ہے اور احسان ہے کہ دنیا میں اگر انصاف سے کام لیتے ہو، جب اللہ کے لیے آپ نے اللہ سے ڈرتے ہوئے عدل وانصاف کیا جو آپ کے لیے بہت مشکل تھا آپ نے سب کو پیچھے کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اخلاص نیت کے ساتھ عدل وانصاف کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مشکل ترین وقت میں ایک خاص سایہ عنایت فرمائے گا اور اُس مشکل وقت میں اُس کرب سے اللہ تعالیٰ نجات عطا فرمائے گا؛ کمال ہے!

اور اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں بڑا ہونا بڑے اعزاز کی بات ہے میرے بھائیو! یعنی بچپن سے کسی شخص کی تربیت ہوتی ہے کہ اللہ سے ڈرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اچھا فرمانبردار بننا ہے تو اُس نے یہ راستہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ آگے بڑھتا گیا اُس کا راستہ مزید آسان ہوتا گیا، اُس کے والدین بھی اُس کا ساتھ دیتے رہے اور اُس کا خیال رکھتے رہے ایک ایسا وقت آیا کہ وہ بڑا ہی اِسی فرمانبرداری پر ہوا"وَشَابٌّ نَشَأَ فِي طَاعَةِ اللهِ": جب یہ مشکل ہے کہ نہیں؟ مشکل کام ہے نا آسان تھوڑی ہے! جب مشکل کام کیا دوسروں سے ہٹ کر صرف اللہ کے لیے اللہ کی فرمانبرداری کرتا رہا تو قیامت کے دن بھی اعزاز ایسا ہونا چاہیے نا؟ دوسروں سے ہٹ کر کچھ ملنا چاہیے تھا نا؟ اب میدان محشر میں اُس وقت اُس کرب کی حالت میں جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ سورج ایک میل کے فاصلے پر، شدید سخت گرمی جہاں پر لوگ گرمی کی وجہ سے اپنے اعمال کے مطابق اعمال کے تناسب سے پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے، کچھ خوش قسمت لوگ ایسے ہوں گے جن کو خاص سایہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا اور وہ اُس سائے کے نیچے ہوں گے (یعنی کوئی گرمی نہیں کوئی پسینہ نہیں، کوئی تکلیف نہیں کوئی شدت نہیں)۔

اور پھر مساجد میں جا کر ہم سب نماز پڑھتے ہیں لیکن کیا ہمارے دل مساجد سے جڑے ہوئے ہیں یا دل مسجد سے باہر نکلنے کا منتظر ہوتا ہے کہ کب نماز ختم ہو اور باہر دوڑیں؟ فرق ہے۔

مسجد میں نماز ادا کرنا آپ جانتے ہیں کہ مردوں کے لیے فرض ہے، جو عاقل اور باغ مرد ہوں اُن کے لیے مسجد میں باجماعت جو پانچ فرض نمازیں ہیں نماز پڑھنا فرض ہے اور یہ فرضیت ختم ہو جاتی ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے لیکن ایک خاص اعزاز ہے اُن خاص لوگوں کے لیے جن کے دل مساجد سے جڑے ہوئے ہیں، اور حدیث کا لفظ ہے:"وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالمَسَاجِدِ": "مُعَلَّقٌ": یعنی لٹکے ہوئے ہیں (یعنی مسجد سے جب باہر نکلتے ہیں تو اُن کا دل اُن کے ساتھ نہیں ہوتا یوں سمجھ لیں آپ)۔

ہم کہتے ہیں ہم نے فلاں کو مِس کیا ہے: ایسے کہتے ہیں ناجب کوئی دور ہوتا ہے کسی پیارے کو؟ یہ وہ لوگ ہیں جو مسجد کو مساجد کو مِس کرتے ہیں جب باہر نکلتے ہیں توان کا دل اِن کے ساتھ نہیں ہوتا اِن کا دل مسجد میں ہوتا ہے۔

کیا حالت ہو گی بتائیں مجھے جو بار بار مسجد کی طرف دیکھتے ہوں آذان ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی؟! فکر نماز کی ہو گی کہ نہیں ہو گی؟ (سبحان اللہ)؛ واللہ! یہ بہت بڑا اعزاز ہے بہت بڑا شرف ہے کہ اللہ تعالیٰ کا گھر جو ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہوتے ہیں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، قرآن کی تلاوت ہوتی ہے نماز قائم ہوتی ہے، آذان ہوتی ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ خیر ہی خیر ہے آپ کا دل اُس جگہ سے جڑا ہے؛ اور اگر ایسا ہے تو واللہ! اس کے لیے الگ سے خاص شکر کرنا چاہیے ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝﴾ (سبأ:13)؛ لیکن جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے دے شکر کرنے کی تو اللہ تعالیٰ مزید اسے عطا فرماتا ہے، مزید خیر مزید ثابت قدمی عطا فرماتا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم:7)۔

اگلا معاملہ اس سے زیادہ مشکل ہے کہ دو ایسے لوگ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کی ہے اور واللہ! صرف اللہ کے لیے محبت کرنا یہ عام بات نہیں ہے، آپ دل مسجد سے جوڑ تو سکتے ہیں ممکن ہے، محبت ہو جاتی ہے اللہ کے گھر سے لیکن کسی شخص سے محبت کرنا صرف اللہ کے لیے آپ کی ذاتی کوئی غرض نہیں ہے اُس سے!

ہماری دوستی کس بنیاد پر ہوتی ہے اکثر؟ میری ذاتی کوئی غرض ہے کہ نہیں، میرا ذاتی مفاد ہے کہ نہیں۔

ہم کیلکولیشنز (Calculations) کرتے ہیں پھر دوستیاں لگاتے ہیں کہ یہ دوست میرا کب کیسے کتنا کام آسکتا ہے کتنا نہیں آسکتا ہے۔ یہی ہوتا ہے ان عام طور پر؟

آپ کو اُس سے کوئی غرض نہیں ہے چاہے اُس کی جو بھی پوزیشن ہو جو بھی اُس کا اسٹیٹس ہو آپ اُس کو نہیں دیکھتے، آپ یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اِس میں خیر کی علامات ہیں، متقی ہے اللہ سے ڈرنے والا ہے میں اِس شخص سے اللہ کے لیے دوستی رکھنا چاہتا ہوں اور وہ دوستی اللہ کے لیے رکھتا ہے؛ دوسرا بھی اسی طریقے سے۔

دونوں اللہ کے لیے دوست ہیں اسی پر جمع ہوئے ہیں "وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَي ذٰلِكَ": اسی پر جمع ہوئے ہیں۔ کس چیز پر؟ اللہ کے لیے محبت۔ "وتَفَرَّقَا عَلَيْهِ": اور اگر کوئی جدائی بھی ہوتی ہے تو اپنے ذاتی غرض مقصد کے لیے نہیں کہ ارے میرا ادھار اُس نے واپس نہیں کیا، میرا یہ کر دیا وہ نقصان کر دیا، بزنس پارٹنر تھے میرا اُدھر حق کھا گیا اُدھر کر دیا؛ نہیں نہیں! یہ سب دنیا کی باتیں ہیں۔

اللہ کے لیے الولاء والبراء؛ محبت نفرت، دوستی دشمنی، تعلق قائم رکھنا جب اللہ کے لیے ہوتا ہے بہت عزیز ہے واللہ! اور یہ آسان نہیں ہے جیسا کہ کہنا آسان ہے کرنا جو ہوتا ہے اُن کو پتہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، لیکن جسے اللہ تعالیٰ ایک دفعہ توفیق دے دے واللہ! زندگی بدل جاتی ہے، اصل دوست یہی ہوتے ہیں جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے، وہ پہلے سے اللہ کے قریب ہے اللہ سے ڈرنے والا متقی پرہیزگار ہے وہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کے اُتنا ہی قریب کرے گا، جب آپ بھی اللہ کے لیے اُس سے دوستی رکھتے ہیں وہ بھی اللہ کے لیے آپ سے دوستی رکھتا ہے اور دنیاوی مفادات پشت چلے جاتے ہیں تو پھر نورٌ علیٰ نورٌ ہے واللہ! یہ ایک دوسرے کو نصیحت کر کے پیار سے محبت سے کہیں کوتاہی کبھی کمی، فرشتے تھوڑی ہیں غلطیاں ہو جاتی ہیں چھوٹی موٹی؛ کرتے کرتے ایک دوسرے کو اوپر لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مزید قریب کر دیتے ہیں۔

اِس سے مشکل:

"وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ":

جوان ہے تندرست ہے، خوبصورت عورت آتی ہے (خوبصورت لڑکی آتی ہے) اپنے آپ کو پیش کرتی ہے بدکاری کے لیے، اور دو خوبیاں ہیں کہ ایک ذات منصب ہے اقتدار ہے اثر رسوخ ہے عہدیدار ہے، یعنی سزا دے سکتی ہے اگر انکار کرو گے تو، سزا دلوا بھی سکتی ہے نقصان بھی پہنچا سکتی ہے (ذات منصب ہے نا)، اور اِس سے بڑھ کر وہ "وَجَمَالٍ"، حسن و جمال بھی ہے خوبصورت بھی ہے۔ ایک جوان مرد کے لیے کیا یہ فتنہ کافی نہیں ہے؟!

دیکھیں جواب میں کیا ہے؟ "فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ": بدکاری نہیں کرتا جبکہ بدکاری کے سارے کے سارے لوازمات موجود ہیں، شیطان نے سارے راستے آسان کر دیئے ہیں کوئی بچنے کا راستہ نہیں چھوڑا اُس کے لیے لیکن اللہ تعالیٰ کا ڈر غالب آجاتا ہے اور کہتا ہے: "إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ": انکار کر دیتا ہے کہ سزا جو دینی ہے دے دو، تکلیف جو دینی ہے وہ دے دو لیکن یہ بُرا کام میں نہیں کروں گا۔ وجہ کیا ہے؟ دل غالب آجاتا ہے جسم پر یاد رکھیں دل بادشاہ ہے نا جسم کا، جس کا دل ربّ کے ساتھ جڑا ہو جو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرنے والا ہو تو اس آزمائش میں بھی اللہ تعالیٰ کامیاب کرے گا کہ نہیں؟ یہ بڑی آزمائش ہے نا؟! تو دل کی ٹریننگ ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کے خوف کی اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی یہ نہیں کہ یوں اچانک ہو گیا ایسے! نہیں! ایمان مضبوط ہے۔

ہم ایمان کی مضبوطی کی بات کیوں کرتے ہیں؟ ایسے موقعوں پر ایمان کام آتا ہے، ایمان کی مضبوطی کی ٹریننگ آپ ساری زندگی کرتے رہتے ہیں بعض ایسے جھٹکے سامنے آتے ہیں ایسے معاملات درپیش آتے ہیں اچانک خوفناک قسم کے خطرناک قسم کے لیکن

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسان بچ جاتا ہے۔ کیسے بچتا ہے؟ کرم اُسی کا ہے " سبحانہ و تعالیٰ "، اُسی کا کرم ہے اُسی کا فضل ہے (الحمد للہ) لیکن آپ کی جو محنت ہے اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا: ﴿إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (یوسف:90): ہمیشہ یہ قاعدہ یاد رکھیں۔

سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے قصے میں دیکھ لیں آپ یہ سورۃ یوسف کی آیت کا حصہ ہے، کیونکہ بھائی پریشان ہو گئے تھے کہ بھئی آپ کو ہم تو کنویں میں ڈال کر آئے تھے آپ وزیر خزانہ بنے بیٹھے ہیں کہاں سوچ بھی نہیں سکتے کہ کیسے ممکن ہے یہ؟!

جواب کیا دیا؟ ﴿إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾۔

پورے قصے میں کیا ہے صبر کرتے رہے نا؟ اور تقویٰ بھی آ گیا ساتھ، نورٌ علیٰ نورٌ ہے بات ہی ختم ہو گئی ہے!

"فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ" (میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں)، اور اس بدکاری سے رُک گیا۔

اگلا شخص: "صدقہ دینا" بہت لوگ دیتے ہیں اللہ کے لیے کتنے دینے والے ہیں؟

یعنی یہ شخص بھی جس نے اپنے آپ کو بدکاری سے بچایا اللہ تعالیٰ کے عرش کے اُس خاص سائے کے نیچے ہو گا کیونکہ عام لوگوں سے ہٹ کر کام کیا نا؟! تو قیامت کے دن بھی عام لوگوں سے ہٹ کر اُسے اس خاص انعام سے نوازا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ ہو گا: صدقات اور خیرات ہم سب دیتے ہیں کبھی ایسے شخص کو بھی دیکھا ہے جس کا دایاں ہاتھ جو دیتا ہے بائیں کو پتہ بھی نہیں چلتا؟

یہ آپ کا دایاں ہے ہاتھ یہ آپ کا بایاں ہاتھ ہے کتنی دور ہیں؟ اچھا کیا ہاتھ بھی دیکھتا ہے؟ آپ کا جسم ہے آپ آنکھیں بند کر کے بھی دیکھ سکتے ہیں نا؟! تو دائیں بائیں ہاتھ کا ذکر کیوں ہوا بیچ میں کیا پیغام دینا چاہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ ایک شخص ہے جب وہ صدقہ دیتا ہے اُس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی اُسے پتہ ہی نہیں چلتا کہ اُس کا دایاں ہاتھ کیا دے رہا ہے۔ کتنا مشکل ہے کہ آپ صدقہ صرف اللہ کے لیے دیں اور چھپا کر دیں!

سوال: چھپا کر دیں یا بغیر گن کر دیں؟

جواب: نہ نہ، چھپا کر دیں؛ بغیر گننے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ کا جتنا جیب میں ہے وہ دے دیا۔

اصل بات یہ ہے کہ بغیر گن کر کیسے دیں گے آپ؟! یعنی اگر آپ نے کسی کو ٹرانسفر کرنا ہے یا آپ کی جیب میں کتنے پیسے ہیں، یہ مطلب نہیں ہوتا؛ مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ نے اتنا چھپایا ہے کہ آپ کا قریب ترین شخص بھی نہیں جانتا کہ اللہ کے لیے آپ کیا دے رہے ہیں۔

اصل بات چھپانے کی ہے کیونکہ بعض لوگوں نے یہ بھی بات کی ہے لیکن یہ مقصد نہیں ہے اس کا کہ آپ کو پتہ ہی نہیں ہے کتنا دے رہے ہیں آپ! نہیں؟! ہو سکتا ہے اُس کی ڈیمانڈ زیادہ ہو جتنا آپ دے رہے ہیں، آپ کی جیب میں اب دو ریال ہیں یا تین ریال ہیں یا دس ریال ہیں یا کچھ ریال ہیں آپ نے اُن میں سے کچھ نکال دیئے ہیں کچھ اندر ہیں آپ کو نہیں پتہ کہ کتنے دیئے ہیں، یہ بہتر ہے یا پچاس بھی دیتے ہیں تو کسی کو پتہ بھی نہیں چلا کہ کتنا دے رہے ہیں آپ؟ فقیر کے لیے کیا بہتر ہے؟

اس لیے جو آپ دیتے ہیں آپ کے قریب ترین شخص کو بھی خبر نہ ہو کہ آپ کیا دے رہے ہیں یہ فضیلت ہے کیونکہ دیکھیں اصل پیغام کیا ہے؟ کہ صدقہ اکثر لوگ جو دیتے ہیں وہ دکھاوے کے لیے دیتے ہیں؛ اور یہ آسان ہے کیونکہ تعریفیں ہوتی ہیں اور تعریفیں انسان کو اچھی لگتی ہیں، جب انسان کو تعریف اچھی لگتی ہے تو وہ اور خوش ہو جاتا ہے پھر اور بھی دیتا ہے؛ اللہ تعالیٰ کو یہ طریقہ پسند نہیں ہے اور درست بھی نہیں ہے، آپ کا اُجر یہاں پر ضائع ہو گیا ریاکاری آپ نے کر دی بات ہی ختم ہو گئی!

تو ریاکار کے لیے صدقہ دینا آسان ہے، مخلص شخص کے لیے صدقے کو چھپانا اُتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ ریاکار کے لیے صدقہ کھول کر دینا آسان ہے۔

اس کی ایک ایکسپشن (Exception) ہے کہ آپ صدقے کو کب ظاہر کرتے ہیں؟ سکھانے کے لیے، یا دوسروں کو ترغیب دینے کے لیے۔

بھئی ایک وقت ہے لوگوں کو شدید ضرورت ہے پیسوں کی یا کھانے کی (کسی چیز کی) تو آپ ایک حصہ لے کر آتے ہیں سب کے سامنے دے دیتے ہیں جیسا کہ معروف حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ اعلان کیا ضرورت پڑی تھی کچھ کھانے پینے کی اشیاء کی اور جہاد کی تیاری کے لیے ضرورت پڑ گئی تو صحابہ دکھا کر چیزیں لے کر آئے تاکہ لوگ بھی دیکھیں اور پتہ چلے کہ کچھ دے رہے ہیں اور وہ پھر تھوڑے وقت میں بہت ساری جو ہیں نا کھانا بھی اور اناج بھی اور پیسہ بھی جمع ہو گیا۔ تو یہ ایکسپشن (Exception) ہے ورنہ حقیقتاً صدقہ جو ہے اُسے چھپایا جاتا ہے۔

ساتواں شخص جو ہے یہ سب سے مشکل کام اس لیے ہے کہ خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور رو پڑا!

دیکھیں لوگوں کے سامنے تو رونا بہت آسان ہے، جب کوئی تلقی قلب کی باتیں ہوتی ہیں، قرآن مجید کی آیت کی تلاوت کی جاتی ہے، یا کچھ احادیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے بیان کی جاتی ہیں، کچھ ایسے معاملات سامنے آتے ہیں دل نرم ہوتا ہے آنکھیں تَر ہو جاتی ہیں، آپ کے سامنے اگر کوئی رو رہا ہوتا ہے تو آپ کو رونا بھی آجاتا ہے۔

رونا آسان ہے نا لوگوں کے سامنے چاہے دکھاوے کے لیے بھی نہ ہو ویسے بھی اگر انسان اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونا آجائے تو لوگوں کے سامنے آسان ہے، دو لوگ روتے ہیں تیسرا بھی رو پڑتا ہے ساتھ، لیکن آپ ذرا یہ سوچیں کہ آپ بستر پر لیٹے ہیں اکیلے یا رات کی تاریکی میں سجدے میں ہیں (تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں اور سجدے کی حالت میں ہیں)، یا آپ بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آپ کی آنکھیں جو ہیں تَر ہو جائیں اور آپ رو رہے ہیں کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رو رہے ہیں؛ محبت ہے خوف ہے امید ہے اپنے ربّ سے، یعنی سارے دن کے معاملات اور جھنجھٹ جو ہیں سارے آپ نے ایک طرف کر دیئے، گھر والے سب سو رہے ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے!

دیکھیں توفیق اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے خاص وقت نکالا ہے رات کی اُس تاریکی میں جس وقت آپ کو کوئی بھی نہیں دیکھ رہا، اگر آپ شادی شدہ ہیں آپ کے قریب ترین آپ کی بیوی بھی آپ کو پتہ نہیں ہے وہ بھی سو رہی ہے آپ اکیلے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آپ کی آنکھیں تَر ہو جاتی ہیں آپ روتے ہیں؛ جب لوگوں سے الگ خاص کام کیا ہے تو قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس بندے کو بھی خاص انعام سے نوازے گا میدان محشر میں جب سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا لوگ اپنے اعمال کے تناسب سے پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے اِس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے کے نیچے کھڑا کر دے گا، کوئی گرمی نہیں کوئی پسینہ نہیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

اس میں "ظِل" سے مراد اللہ تعالیٰ کے سائے سے مراد عرش کا سایہ ہے یا وہ سایہ جو اللہ تعالیٰ خاص اُس دن پیدا کرے گا؛ اگلی بات اگلا پوائنٹ یہی ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): بہر حال تو یہ سات خوش قسمت لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میدان محشر میں خاص سایہ عطا فرمائے گا اور اُس دن کی گرمی اور شدت سے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں محض اپنے فضل و کرم سے اِن میں شامل کرے دے (آمین)۔

سوال: رجلٌ کا ذکر ہے ہر پوائنٹ میں تو صرف مرد یا عورتوں کے لیے بھی ہے؟

جواب: عورتوں کے لیے: پہلی بات یہ ہے کہ عورت حکمران بن نہیں سکتی (تواس میں ہے نہیں)، عورت پر مسجد میں جانا فرض نہیں ہے (وہ بھی نہیں ہے)، اللہ کی محبت ہو سکتی ہے؛ توجو پوائنٹ عورتوں کے لیے ہے اس میں جو باقی ہیں وہ ہیں، جو نہیں ہیں تو وہ نہیں ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے رات کی تاریکی میں خلوت میں اللہ کو یاد کیا رو پڑی تو شامل ہے، اگر کوئی خوبصورت مرد عورت کو بلاتا ہے وہ بھی اللہ کے لیے اگر ہے، لیکن زیادہ تر دیکھا جائے تو زیادہ فتنہ جو ہے عورت ہے مرد کے لیے، مرد عورت کے لیے زیادہ فتنہ نہیں ہے اس لیے عورت کا ذکر خاص طور پر ہوا ہے لیکن دور حاضر میں پتہ نہیں کہ زمانہ پلٹ گیا ہے مجھے نہیں پتہ کس طرف جا رہا ہے (اللہ رحم کرے ہم سب پر) لیکن دیکھا جائے کہ عورت جو ہے مطلوب ہے طالب نہیں ہے۔

مرد طالب ہے طلب مرد کرتا ہے عورت مطلوب ہے، عورت خود فتنہ ہے مرد فتنہ نہیں ہے عورت کے لیے زیادہ، زیادہ تر عورت مرد کے لیے فتنہ ہے اس لیے قرآن مجید میں دیکھ لیں جب فتنے کی بات آتی ہے اور عورتوں کی بات آتی ہے تو اس اعتبار سے ہوتی ہے کہ عورت ہی مطلوب ہے اس لیے عورت کا ذکر یہاں پر ہے، لیکن اگر کوئی ایسا موقع کوئی ہو جائے کہ مرد بہت زیادہ خوبصورت ہے اور وہ دعوت دیتا ہے اور عورت پر یعنی شہوت غالب آجاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ کے لیے وہ انکار کر دیتی ہے تو پھر اس میں شامل ہے ان شاءاللہ۔ لیکن ایک قاعدہ یاد رکھیں ہمیشہ کہ جب تک عورت دعوت نہ دے زنا ہو نہیں سکتا، جب تک عورت خود راضی نہ ہو زناکاری بدکاری کے لیے مرد زنا کر نہیں سکتا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! ہم جبر کی بات نہیں کر رہے وہ اور چیز ہے، عام زنا کی جیسے دوستیوں میں اس طریقے سے کہتے ہیں کہ اگر عورت نہ چاہے تو مرد کر ہی نہیں سکتا بدکاری، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! اس لیے عورت کا یہاں پر زیادہ ذکر ہے۔

سوال: ساتوں ضروری ہیں ہر ایک کے لیے ہے کہ ہر شخص کے لیے ہے عرش کا سایہ ملے گا؟ سات صفات ہونا ضروری ہیں؟

جواب: اور بھی ہیں اِن کے علاوہ، سات ایک حدیث میں آئی ہیں اور بھی ہیں؛ نہیں نہیں! ایک شخص میں یہ سارے نہیں ہونے چاہیئں یہ الگ الگ ہیں سارے، یہ سات مختلف لوگ ہیں لازمی نہیں کہ ایک شخص میں جب تک یہ سات صفات پوری نہیں ہوں گی تو پھر اُسے عرش کا سایہ نصیب نہیں ہو گا؛ ایک بھی نہیں ہو گی مشکل ہے نا!

اگلا پوائنٹ؛ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور کچھ اور بھی قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سائے سے نوازے گا جس دن کوئی سایہ نہیں ہو گا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ"(کوئی سایہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا سایہ جو ہے)،اس سے مراد یہ ہے کہ یہ وہ سایہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا، اور ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کو یہ گمان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا سایہ ہو گا (خود اللہ تعالیٰ کا سایہ ہو گا)، تو یہ باطل ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ سورج اللہ تعالیٰ کے اوپر ہو گا،اور یہ ممکن نہیں ہے یعنی؛ تو دنیا میں ہم سایہ بناتے ہیں اپنے لیے لیکن قیامت کے دن کوئی سایہ نہیں ہو گا مگر وہ سایہ جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا تاکہ اپنے بندوں میں سے جسے اللہ تعالیٰ چاہے اُس سائے سے نوازے (واضح ہو گیا؟)۔

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ ہو گا یہ بھی،ایک روایت میں آیا ہے؛ بہر حال سایہ چاہے عرش کا ہو، چاہے وہ جو اللہ تعالیٰ خاص پیدا کرے، تو "سایہ" سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا سایہ نہیں ہے بلکہ یہ وہ سایہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا۔

4-چوتھی چیز جو قیامت کے دن ہو گی جس کا مصنف (رحمہ اللہ) نے ذکر کیا ہے: "وَيُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ"(اور پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یعنی پسینہ جو ہے اُن کو: "موضع اللجام من الفرس": لجام کہتے ہیں لگام کو جو گھوڑے کو لگائی جاتی ہے اِس جگہ تک پسینہ ہو گا؛ اور یہ لغام آپ جانتے ہیں کہ گھوڑے کے منہ پر لگائی جاتی ہے، یعنی منہ تک پسینہ ہو گا۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سب سے زیادہ پسینے کا لیول ہے جسے بیان کیا گیا ہے حدیث میں ورنہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کا پسینہ ٹخنوں تک ہو گا، پھر گھٹنوں تک ہو گا۔

یعنی حدیث میں جو آیا ہے جیسے میں نے ذکر کیا ہے صحیح مسلم کی حدیث میں درس کے شروع میں اُس حدیث کا ذکر ہے ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے صرف ایک کا ذکر کیا ہے "اللجام"، جو سب سے اوپر کا لیول ہے پسینے کا کہ پسینہ جو ہے وہ منہ تک یعنی بعض لوگ ڈوب رہے ہوں گے پسینے میں، ورنہ جو حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگوں کا پسینہ جو ہے وہ ٹخنوں تک ہو گا، بعض کا گھٹنوں تک ہو گا، بعض کا "حقویہ" یعنی (حقویہ کہتے ہیں کمر کو) کمر تک ہو گا اور بعض لوگ ڈوب رہے ہوں گے ، یعنی یہ لیول مختلف ہوں گے پسینے کے اور یہ اعمال کے مطابق ہو گا۔

اور پسینہ کیوں ہو گا ؟ گرمی کی شدت کی وجہ سے کیونکہ مقام جو ہے اُس میں شدید کراؤڈ (Crowd) ہو گا ، اوور کراؤڈ (Overcrowd) ہوگا اور سورج بھی ایک میل کے فاصلے پر ہو گا شدید گرمی ہو گی، اور بہت گھما گھی کا عالم ہو گا لیکن یہ پسینہ جو ہو گا" على حسب أعمالهم": اعمال کے مطابق ہو گا۔

اعمال سے یہاں پر کیا مراد ہے ؟ اچھے اعمال یا بُرے اعمال ؟

اچھے اعمال پسینہ دیں گے ؟ جن کے بُرے اعمال زیادہ ہوں گے پسینہ زیادہ ہو گا کیونکہ پسینہ عذاب بن کر آ گیا نا ابھی ! جو ڈوب رہے ہوں گے پسینے میں عذاب زیادہ اُن کو ہو گا نا ؟ ! زیادہ گرمی ہو گی۔

دیکھیں پسینہ کب زیادہ آتا ہے ؟ جب زیادہ گرمی ہوتی ہے؛ زیادہ گرمی زیادہ عذاب ہے ! جب اعمال سے جوڑا جائے تو اس سے اعمال کیا مراد ہیں ؟ بُرے اعمال ہی ہوں گے نا، جس کے اچھے اعمال زیادہ ہوں گے بُرے کم ہوں گے تو پسینہ کم ہو گا: " على حسب أعمالهم"۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں : اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ایک جگہ پر سب ہوں گے اور پسینہ بھی مختلف ہو گا لوگوں کا لیول مختلف ہو گا یہ کیسے ممکن ہے ؟

اس کا جواب کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں : کہ قاعدہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تأصیل قاعدہ جو ہے اُسی کی طرف واپس ہم نے لوٹنا ہے ہمیشہ کہ غیبی اُمور میں ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم تصدیق کریں کیونکہ اس کا تعلق غیب سے ہے، لیکن یہ کہنا کہ کیوں اور کیسے ؟ ! یا کیسے اور کیوں ؟ ! یہ لفظ جو ہیں یہ ہماری عقلوں سے ماوراء ہیں عقلوں سے باہر ہیں ہم سوچ نہیں سکتے، ہماری سوچ سے بھی بڑھ کر ہیں، اور ہم نہ ادراک کر سکتے ہیں نہ اُس کا احاطہ کر سکتے ہیں ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

یعنی شیخ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ میدان محشر میں شدید گرمی کی حالت میں ہوں گے اور شدید گرمی کی وجہ سے جب سورج ایک میل کے فاصلے پر ہو گا شدید گرمی ہو گی، سایہ بھی نہیں ہو گا اور پچاس ہزار سال کا دن ہو گا تو لوگوں کو پسینہ آئے گا لیکن پسینہ جو ہے مختلف آئے گا لوگوں کو، پسینے کی مقدار مختلف ہو گی کیونکہ اعمال مختلف ہیں تو اعمال کے تناسب سے پسینہ آئے گا، بعض لوگوں کو ٹخنوں تک، بعض لوگوں کو گھٹنہ، پھر کمر پھر ڈوب رہے ہوں گے؛ تو سوال یہ اُٹھتا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر آپ یہ کہیں یا کوئی شخص یہ سوچے اور یہ کہے کہ کیسے ممکن ہے ایک جگہ پر پسینہ مختلف ؟ ! دنیا میں کیا ہو سکتا ہے ؟ ! دنیا میں تو نہیں ہو سکتا نا !

اب ایک ہی جگہ پر ہم بیٹھے ہیں ہاں اگر کوئی بیمار ہو تھوڑا سا فرق پڑ سکتا ہے لیکن ڈوبنے کی بات کمر تک کا پسینہ، گھٹنے تک کا پسینہ ایک ہی جگہ پر ممکن ہے دنیا میں؟ دنیا میں تو ممکن نہیں ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں ایک قاعدہ ہے کہ جو آخرت کے اُمور ہیں اُن کا تعلق علم غیب سے ہے اور علم غیب سے جو خبر ہمیں ملے اُس کے سامنے اپنا سَر خم کر کے تسلیم کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے، ہم کہتے ہیں آمنا و صدقنا بات ختم ہے!

اب کچھ دلائل بھی ہیں اس کے کہ یہ ممکن ہے، شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ ایک قبر میں جب دو لوگوں کو دفن کیا جاتا ہے ایک مومن ہے ایک کافر ہے (کیا ممکن ہے کہ قبر میں دونوں کو دفن کیا جائے؟ ممکن ہے دفن ہو جاتے ہیں)

تو مومن جو ہے ایک ہی قبر میں اُس کو قبر کا نعیم مل رہا ہے اُس کے لیے قبر میں جنت کا دروازہ کھولا جا رہا ہے اور خوشبو بھی آرہی ہے بستر بھی جنت کا بچھا دیا گیا ہے (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے)، اور جو کافر ہے اُسی قبر میں اُس کے لیے جہنم کی کھڑکی کھول دی گئی ہے بستر جہنم کا ہے اور جہنم کی بدبو بھی آرہی ہے؛ ممکن ہے کہ نہیں؟

(سبحان اللہ) جبکہ دونوں ایک قبر میں ہیں۔

اسی طریقے سے ہم یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن بھی پسینہ اگرچہ مختلف ہے مختلف لوگوں کے لیے لیکن سب کا اپنا اپنا پسینہ ہو گا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں:

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو ایک جگہ پر جمع کرے گا جن کا پسینہ برابر ہو گا یعنی جس کا پسینہ ٹخنوں تک ہو گا وہ ایک جگہ پر ہوں گے، جن کا پسینہ گھٹنوں تک ہو گا وہ ایک دوسری جگہ پر ہوں گے، جن کا پسینہ کمر تک ہو گا وہ الگ جگہ پر ہوں گے، جو ڈوب رہے ہیں وہ الگ جگہ پر ہوں گے؛ کیا ایسا کہیں گے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں: ہم اس کا جزم نہیں کرتے (یعنی لازمی نہیں ہے یہ بات) "والله أعلم": ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بالکل جائز ہے کہ جس طرح اُس کو پسینہ اُس کے گھٹنے تک ہو یا ٹخنے تک ہو اُس کے ساتھ والے کو پسینہ اُس کی کمر تک یا اُس کے منہ تک بھی ہو سکتا ہے (ڈوب رہا ہو گا پسینے میں یہ ممکن ہے)؛ "والله على كل شيء قدير": یہ قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور اس کی اور مثال: جو نور ہو گا مومنوں کا قیامت کے دن نور کی روشنی میں آگے بڑھیں گے اور پُل صراط بھی اِسی نور کی روشنی میں وہ پار کریں گے، کافروں کے لیے ظلمت ہو گی کوئی نور نہیں ہو گا۔

اچھا مومنوں کا نور برابر ہو گا؟ جگہ ایک ہی ہے، کسی کی روشنی جو ہے بہت زیادہ کسی کی کم ہے کیونکہ ایمان دونوں کا برابر نہیں ہے کسی کا زیادہ کسی کا کم ہے؛ تو نور بھی وہ روشنی بھی جس سے اُس نے پُل صراط پار کرنی ہے اُسی تناسب سے ہو گی؛

اس کی دلیل موجود ہے کہ نہیں؟ موجود ہے۔ تو کیا ایک ہی جگہ پر مختلف نور ممکن ہیں؟ ممکن ہیں۔ تو پھر پسینہ ممکن کیوں نہیں ہو سکتا کہ ایک جگہ ہو اور مختلف پسینہ ہو؟! تو اس اعتبار سے یہ ممکن ہے۔

تو ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم اس پر ایمان رکھیں اور یہ نہ کہیں کیسے اور کیوں؛ یہ ہماری طرف نہیں ہے۔

پھر پانچواں معاملہ اگلے درس میں ان شاء اللہ بیان کریں گے اور پانچواں مرحلہ جو ہے قیامت کا "فتُنْصَبُ المَوازِينُ فتُوزَنُ بِها أعْمالُ العِبادِ" (ترازو نصب کر دیئے جائیں گے اور بندوں کے اعمال جو ہیں اُن میں تولے جائیں گے)۔

اگلے درس میں ان شاء اللہ ترازو پر ایمان کے تعلق سے چند اہم باتیں؛ ترازو ایک ہو گا یا ایک سے زیادہ ہوں گے؟ کیا ہر امت کا اپنا ترازو ہو گا؟ تولے کیا جائیں گے؟ ترازو کیسا ہو گا؟ کیا حقیقت ہے یا صرف عدل وانصاف اس کا معنیٰ ہے؟ کس نے انکار کیا ہے کیوں کیا ہے؟ صحیح بات کیا ہے؟ دلائل کیا ہیں؟ اگلے درس میں ان شاء اللہ بیان کریں گے۔ ((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (العقیدۃ الواسطیۃ.078) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio